

معراج کا سفر نامہ

(ایک مقالہ جو ۲۷ رجب ۱۳۷۲ھ کو نشر گاہ لاہور سے نشر کیا گیا۔ (باجازت آل انڈیا ریڈیو)

معراج پیغمبر اسلام کی زندگی کے ان واقعات میں سے ہے جنہیں دنیا میں سب زیادہ شہرت ۱۰ صلاہ ہوئی ہے۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ۲۷ رجب کی رات کو پیش آیا۔ اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ معراج کس غرض کے لیے ہوئی تھی اور خدا نے اپنے رسول کو بلا کر کیا ہدایات دی تھیں، حدیث یہ بتاتی ہے کہ معراج کس طرح ہوئی اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے۔ اس واقعہ کی تفصیلات ۲۸ ہم عصر راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہیں جن میں ساری راوی وہ ہیں جو خود معراج کے زمانہ میں موجود تھے اور ۲۱ وہ جنہوں نے بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبان مبارک سے اس کا قصہ سنا۔ مختلف روایتیں قصہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں اور سب کو ملانے سے ایک ایسا مفصل سفر نامہ بن جاتا ہے جس سے زیادہ دلچسپ، معنی خیز اور نظر افروز سفر نامہ انسانی نظر پر کی پوری تاریخ میں نہیں ملتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری کے منصب پر سرفراز ہوئے ۱۲ سال گزر چکے تھے، ۵۲ برس کی عمر تھی، حرم کعبہ میں سوار ہے تھے کہ حیران فرشتے نے آکر آپ کو جگایا۔ نیم خفتہ و نیم بیدار حالت میں آپ کو زمزم کے پاس لے گئے، سینہ چاک کیا، زمزم کے پانی سے اس کو دھویا، پھر اسے علم اور بردباری اور دانائی اور ایمان یقین سے بھر دیا۔ اس کے بعد آپ کی سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا جس کا رنگ سفید اور قد خر سے کچھ بڑا تھا۔ پہلی کی رفتار سے چلتا تھا اور اسی مناسبت سے اس کا نام "براق" تھا۔ پہلے انبیاء بھی اس نوعیت کے سفر میں اسی سواری پر جایا کرتے تھے۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ چمکا، حیران نے تھپکی دے کر کہا: دیکھ

کیا کرتا ہے، آج تک مجھ سے بڑی شخصیت کا کوئی انسان تجھ پر سوار نہیں ہوا ہے۔ پھر آپ اس پر سوار ہوئے اور جبریل آپ کے ساتھ چلے۔ پہلی منزل مدینہ کی تھی جہاں اتر کر آپ نے نماز پڑھی۔ جبریل نے کہا اس جگہ آپ ہجرت کر کے آئیں گے۔ دوسری منزل طور سینا کی تھی جہاں خدا حضرت موسیٰ سے ہم کلام ہوا۔ تیسری منزل بیت خم کی تھی جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ چوتھی منزل پر بیت المقدس تھا جہاں براق کا سفر ختم ہوا۔

اس سفر کے دوران میں ایک جگہ کسی پکارنے والے نے پکارا اِدھر آؤ۔ آپ نے توجہ کی۔ جبریل نے بتایا یہ یہودیت کی طرف بلارہا تھا۔ دوسری طرف سے آواز آئی اِدھر آؤ۔ آپ اس کی طرف بھی ملتفت نہ ہوئے۔ جبریل نے کہا یہ عیسائیت کا داعی تھا۔ پھر ایک عورت نہایت بنی سنوری نظر آئی اور اس نے اپنی طرف بلایا۔ آپ نے اس سے بھی نظر پھیر لی۔ جبریل نے کہا یہ دنیا تھی۔ پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی۔ جبریل نے کہا دنیا کی عمر کا اندازہ اس کی عمر سے کریجیے۔ پھر ایک اور شخص ملا جس نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپ اسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جبریل نے کہا یہ شیطان تھا جو آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا۔

بیت المقدس پہنچ کر آپ براق سے اتر گئے اور اسی مقام پر اسے باندھ دیا جہاں پہلے انبیاء اس کو باندھا کرتے تھے، میکمل سلیمانی میں داخل ہوئے تو ان سب پیغمبروں کو موجود پایا جو ابتدائے آخر نبی سائنس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے پہنچنے ہی نماز کے لیے صفیں بند ہو گئیں۔ رب منتظر تھے کہ امام کے لیے کون آگے بڑھتا ہے۔ جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بڑھا دیا اور آپ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے سامنے تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں پانی، دوسرے میں دودھ، تیسرے میں شراب۔ آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھایا۔ جبریل نے مبارک باد دی کہ آپ فطرت کی راہ پا گئے۔

اس نے بعد ایک میڑھی آپ کے سامنے پیش کی لئی اور جبریل اس کے ذریعہ سے آپ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ وہ زبان میں میڑھی کو معراج کہتے ہیں اور اسی معنا سبت سے یہ سارا واقعہ ہزارہ کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ پہلے آسمان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا۔ محافل و نشستوں نے پوچھ کر کہا کہ آسمان ہے؟ جبریل نے

پشنام بتایا۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد۔ پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ تب دروازہ کھلا اور آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ یہاں آپ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی اُن بڑی بڑی شخصیتوں سے ہوا جو اس مرحلہ پر مقیم تھیں۔ ان میں نمایاں شخصیت ایک ایسے بزرگ کی تھی جو انسانی بناوٹ کا مکمل نمونہ تھے، چہرے ہرے اور جسم کی ساخت میں کسی پہلو سے کوئی نقص نہ تھا۔ جبریل نے بتایا یہ آدم ہیں آپ کے مورث اعلیٰ۔ ان بزرگ کے دائیں بائیں بہت لوگ تھے۔ وہ دائیں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھتے تو روتے۔ پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ نسل آدم ہے، آدم اپنی اولاد کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور برے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں۔ پھر آپ کو تفصیلی مشاہدہ کا موقع دیا گیا۔ ایک جگہ آپ نے دیکھا کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں اور جتنی کاٹتے جاتے ہیں اتنی ہی وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھا کچھ لوگ ہیں جن کے سر پتھروں سے کھلے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرائی انھیں نماز کے لیے اُٹھنے نہ دیتی تھی۔ کچھ اور لوگ دیکھے جن کے کپڑوں میں آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ خیرات کچھ نہ دیتے تھے۔ پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گتھا جمع کر کے اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اُٹھتا تو اس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھا دیتا ہے۔ پوچھا یہ کون احمق ہے؟ کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اُٹھانہ سکتا تھا مگر یہ ان کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا بار اپنے اوپر لا دے چلا جاتا تھا۔ پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں اور ہونٹیں تھیں سے کترے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ بغیر ذمہ دار مقرر ہیں جو بے تکلف زمان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔ ایک اور جگہ دیکھا کہ ایک پتھر میں ذرا سا شگاف ہوا اور اس سے ایک بڑا سوا سوا سیل نکل آیا، چہرہ بیل اسی شگاف میں داپس جانے کی کوشش کرنے لگا مگر نہ جاسکا۔ پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ کہا گیا یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ دار کی کیسا ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے پھر نادام ہو کر اس کی تلافی

کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر سکتا۔ ایک اور مقام پر کچھ لوگ تھے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ دوسروں پر زبان طعن دراز کرتے تھے۔ انہی کے قریب کچھ اور لوگ تھے جن کے ناخن نیچے کے تھے اور وہ اپنے منہ اور سینے فوج رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرتے اور خان کی عزت پر حملے کیا کرتے تھے۔ کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں کے مشابہ تھے اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ یتیموں کا مال ختم کرتے تھے۔ پھر دیکھا کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ بے انتہا بڑے اور سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں، آنے جانے والے ان کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ سود خوار ہیں۔ پھر کچھ اور لوگ نظر آئے جن کے ایک جانب نفیس چمکا گوشت رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا گوشت جس سے سخت بد بو آرہی تھی۔ وہ اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور شوہروں کے ہوتے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی۔ پھر دیکھا کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل ٹھک رہی ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے سوا ایسے کچے منڈو کھائے جو ان کے نہ تھے۔

انہی مشاہدات کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ایک ایسے فرشتے سے ہوئی جو نہایت ترش روئی سے ملا۔ آپ نے حیریل سے پوچھا، اب تک جتنے فرشتے بے تھے سب خندہ پیشانی اور بٹائیں چہرہ ل کے ساتھ ملے، اب ان حضرت کی خشک مزاجی کا کیا سبب؟ حیریل نے کہا اس کے پاس مہنسی کا کیا کام، یہ تو دوزخ کا داروغہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے دوزخ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے یکایک آپ کی نظر کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا اور دوزخ اپنی تمام ہونٹاکیوں کے ساتھ نمودار ہو گئی۔

اس مرحلہ سے گزر کر آپ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ یہاں کے اکابر میں دو نوجوان سب سے ممتاز تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔ تیسرے آسمان پر آپ کا تعارف ایک بزرگ سے کر لیا گیا جن کا

حسن عام انسانوں کے مقابلہ میں ایسا تھا جیسے تاروں کے مقابلہ میں چودھویں کا چاند۔ معلوم ہوا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ آپ سے سب سے اوپر آسمان پر پہنچے تو ایک عظیم الشان محل (بیت المعمور) دیکھا جہاں بے شمار فرشتے آتے اور جاتے تھے۔ اس کے پاس آپ کی ملاقات ایک ایسے بزرگ سے ہوئی جو خود آپ سے بہت مشابہ تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ پھر مزید ارتقاء شروع ہوا یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے جو پیش گاہ رب العزت اور عالم خلق کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیچے سے جانے والے یہاں رگ جاتے ہیں، اور اوپر سے احکام و فرامین براہ راست یہاں آتے ہیں۔ اسی مقام کے قریب آپ کو جہنت کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے صالح بندوں کے لیے وہ کچھ بہیا کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی ذہن میں اس کا تصور تک گذر سکا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر سیریل ٹھہر گئے اور آپ تنہا آگے بڑھے۔ ایک بلند ہوار سطح پر پہنچے تو بارگاہ جلال سامنے تھی۔ ہمکلامی کا شرف بخشا گیا۔ جو باتیں ارشاد ہوئیں اُن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

(۲) سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں تعلیم فرمائی گئیں۔

(۳) شرک کے سوا دوسرے سب گناہوں کی بخشش کا امکان ظاہر کیا گیا۔

(۴) ارشاد ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اُس کے حق میں ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ مگر جو برائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا اور جب وہ اس پر عمل کر گزرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

پیشی خداوندی سے واپسی پر نیچے اترے تو حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے روداد سن کر کہا میں بنی اسرائیل کا تلخ تجربہ رکھتا ہوں، میرا اندازہ ہے کہ آپ کی استپچاس نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی۔ جائے اور کی کے لیے عرض کیجیے۔ آپ گئے اور اللہ جل شانہ نے ۱۰ نمازیں کم کر دیں۔ پلٹے تو حضرت

موسیٰ نے پھر وہی بات کہی۔ اُن کے کہنے پر آپ بار بار اوپر جاتے رہے اور ہر بار دس نمازیں کم کی جاتی ہیں آخر پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ یہی پچاس کے برابر ہیں۔

واپسی کے سفر میں آپ اسی سیر صبی سے اتر کر بیت المقدس آئے۔ یہاں پھر تمام پیغمبر موجود تھے۔ آپ نے ان کو نماز پڑھائی جو غالباً فجر کی نماز تھی۔ پھر براق پر سوار ہوئے اور مکہ واپس پہنچ گئے۔ صبح ربیع پہلے آپ نے اپنی چچا زاد بہن مہتمم ہانی کو یہ روداد سنائی۔ پھر باہر نکلنے کا قصد کیا۔ انھوں نے آپ کی چادر پکڑ لی اور کہا خدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو نہ سنائیے گا ورنہ ان کو آپ کا مذاق اڑانے کے لیے ایک اور شوشہ ہاتھ آجائے گا۔ مگر آپ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔ حرم کعبہ میں پہنچے تو ابو جہل سے آمنا سامنا ہوا۔ اس نے کہا کوئی تازہ خبر؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا؟ فرمایا یہ کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا تھا۔ کہا بیت المقدس؟ راتوں رات ہوا آئے؟ اور صبح یہاں موجود ہو؟ فرمایا ہاں۔ کہا قوم کو جمع کروں؟ رب کے سامنے یہی بات کہو گے فرمایا بے شک۔ ابو جہل نے آوازیں دے دے کر سب کو جمع کر لیا اور کہا اباب کہو۔ آپ کے سامنے پورا قصہ بیان کر دیا۔ لوگوں نے مذاق اڑانا شروع کیا۔ دو مہینہ کا سفر ایک رات میں؟ ناممکن! آنا فانا یہ خبر تمام مکہ میں پھیل گئی۔ بہت مسلمان تک۔ کوٹن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اس امید پر حضرت ابو بکر کے پاس پہنچے کہ یہ محمد کے دست راست ہیں، یہ پھر جانیں تو اس تحریک کی جان ہی نکل جائے گی۔ انھوں نے قہقہہ سن کر کہا اگر واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو ضرور سچ ہو گا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو روز سنتا ہوں کہ اُن کے پاس آسمان سے پیغام آتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابو بکر حرم کعبہ میں آئے، رسول اللہ موجود تھے اور ہمیشی اڑانے والا جمع بھی۔ پوچھا کیا واقعی آپ نے ایسا فرمایا ہے؟ جواب دیا ہاں۔ کہا بیت المقدس میرا دیکھا ہوا ہے۔ آپ وہاں کا نقشہ بیان کریں۔ آپ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز اس طرح بیان کی گویا بیت المقدس سامنے موجود ہے اور دیکھ دیکھ کر اس کی کیفیت بتا رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر کی اس تدبیر سے جھٹلانے والوں کو ایک شدید ضرب لگی۔ وہاں بکثرت

